طالب محسن

مشرکین کے بچوں کا انجام

(مشکوۃ المصابیح، حدیث ۹۴۔۹۵)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه : سئل رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم عن ذراری المسلمين ۔ قال : اللّٰه أعلم بما كانوا عاملين ۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کے بچوں (کے انجام) کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر جانتے ہیں کہ وہ کیا کرنے والے ہوتے۔''

لغوی مباحث

ذراری: 'ذرية' کی جمع ہے۔ اس کا اطلاق انسانوں کی نسل پر ہوتا ہے۔ اسی طرح جنوں کی نسل کے لیے بھی یہی لفظ بول لیتے ہیں۔ بسا اوقات اس میں بچے ہی نہیں بڑے بھی شامل ہوتے ہیں۔ روایت میں اس سے چھوٹی عمر کے معصوم بچے ہی مراد ہیں۔ ایک بحث اس کے مادے سے متعلق بھی ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ اس کا مادہ 'ذ ر ر' ہے۔ اس کے معنی پھیلانے کے ہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اس کا مادہ 'ذ ر ء' ہے۔ اور ہمزہ حذف ہو گیا ہے یا بدل دیا گیا ہے۔ اس مادے کے اعتبار سے اس کے معنی خلق کے ہیں۔

بما كانوا عاملين: یہاں 'کان'، ''تھا'' کے معنی میں نہیں ہے اور اس کا مفہوم ہم نے ترجمے سے واضح کر دیا ہے۔

متون

کتب حدیث میں متعدد روایات اس مضمون کی حامل ہیں، لیکن یہ سوال اور اس کا یہ جواب ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے۔ اس روایت کے سارے متون میں کم وبیش یہی الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ صرف ایک روایت میں 'سئل عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم' کی جگہ 'سئل عن النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم' کے الفاظ آئے ہیں۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں مشرکین کے بجائے کفار کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے یہ کوئی فرق نہیں ہے۔ ان روایات میں سائل کے بارے میں کوئی تصریح نہیں ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال کسی خاص پس منظر میں پوچھا گیا تھا یا نہیں۔ بچوں کے انجام کے بارے میں ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ اس روایت میں حضرت عائشہ نے مشرکین اور مومنین، دونوں کے بچوں کے بارے میں سوال کیا ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت : قلت یا رسول اللّٰہ ذراری المؤمنین ؟ فقال : هم من آبائهم . فقلت : یا رسول اللّٰہ ، بلا عمل ؟ قال : اللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین . قلت یا رسول اللّٰہ ، فذراری المشرکین . قال : من آبائهم . قلت : بلا عمل ؟ قال : اللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین ۔ (ابوداؤد، رقم ۴۷۱۲)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھا: یا رسول اللہ، اہل ایمان کے بچوں (کا معاملہ کیا ہوگا)؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: وہ اپنے آبا میں سے ہیں۔ اس پر میں نے پوچھا: یا رسول اللہ کیا بغیر عمل کے؟ آپ نے فرمایا: اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرنے والے ہوتے۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ، تو مشرکین کے بچے؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنے آبا میں سے ہیں۔ میں نے کہا: بغیر کسی عمل کے؟ آپ نے فرمایا: اللہ زیادہ جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے بنتے۔''

ظاہر ہے یہ روایت اور زیر بحث روایت مضمون کے اشتراک کے باوجود الگ الگ روایتیں ہیں۔ اس مضمون کی تمام روایات کو جمع کریں تو بچوں کے انجام کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تین جوابات سامنے آتے ہیں:

ایک یہ کہ بچے فطرت پر ہوتے ہیں۔ جب تک وہ بڑے ہو کر اپنے والدین کے زیر اثر کوئی عقیدہ وعمل اختیار نہ کرلیں۔

دوسرے یہ کہ کفار کے بچوں کا انجام ان کے والدین کے ساتھ ہوگا اور اہل ایمان کے بچوں کا انجام اہل ایمان کے ساتھ اور اس کی وجہ اللہ تعالیٰ کا ان کے مستقبل کے بارے میں علم ہے۔

تیسرے یہ کہ بچے جنتیوں کے خدام ہوں گے۔ پہلے اور تیسرے جواب میں ایک اعتبار سے مطابقت ہے۔ یعنی عمل کی

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

عدم موجودگی کے باعث انعام یا سزا کا کوئی سبب نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ انھیں اہل جنت کا خادم بنا دیں گے۔

معنی

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اللہ تعالیٰ اپنے علم کی روشنی میں بچے کا انجام طے کریں گے۔ روایت کا یہ مفہوم قرآن مجید کے تصور عدل کے منافی ہے۔ یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا وہ صحیح صورت میں روایت نہیں ہو سکا۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اسے اس معاملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توقف پر محمول کیا جائے۔ اگرچہ یہ بات روایت کے الفاظ سے کچھ زیادہ مطابقت نہیں رکھتی، لیکن اس صورت میں روایت اعتراض سے قدرے محفوظ ہو جاتی ہے۔

ہم نے بچوں کے انجام کے حوالے سے تفصیلی بحث اس سے پہلے حدیث ۸۴ کے تحت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ عادل کامل ہیں۔ وہاں کسی کے ساتھ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔ لہٰذا یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ بچے جہنم میں ڈال دیے جائیں جو کسی برائی کے مرتکب نہیں ہوئے۔

کتابیات

بخاری، کتاب الجنائز، رقم ۱۲۹۵۔ بخاری، کتاب القدر، رقم ۶۱۰۹۔ نسائی، کتاب الجنائز، رقم ۱۹۲۶۔ ابوداؤد، کتاب السنہ، رقم ۴۰۷۹۔ احمد، رقم ۱۲۴۷، ۲۹۹۹، ۷۴۷۴، ۸۲۰۶، ۱۹۷۷۶، ۲۴۵۶۱، ۲۳۴۰۶۔ مسند ابی عوانہ، رقم ۶۵۸۸ تا ۶۵۹۱۔ مجمع الزوائد، ۷/ ۲۱۹۔ سنن البیہقی، رقم ۱۷۸۷۰۔ مسند ابویعلی، رقم ۲۴۷۹۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۳۱۔

سب سے پہلی مخلوق

عن عبادة بن الصامت رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم إن أول ما خلق اللّٰه القلم۔ فقال له: اکتب۔ فقال: ما أکتب؟ قال: اکتب القدر۔ فکتب ما کان و ما هو کائن الی الابد۔

”عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا قلم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا: لکھو۔ اس نے پوچھا: کیا لکھوں؟

اللہ تعالیٰ نے کہا: تقدیر لکھو۔ چنانچہ اس نے وہ تمام چیزیں لکھ دیں جو ہو چکیں اور جو ابد تک ہونے والی ہیں۔''

لغوی مباحث

القدر: لفظی معنی اندازہ کرنے اور ٹھیرانے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے اس سے تقدیر مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کے لیے جو کچھ طے کر رکھا ہے۔

الابـد: یہ لفظ زمانہ، طویل زمانہ یا مدت، لمبی عمر اور زمانۂ آخر کے معنی میں آتا ہے۔ اس روایت میں یہ آخری معنی میں آیا ہے۔

متون

یہ روایت صاحب مشکٰوۃ نے ترمذی سے لی ہے، لیکن روایت کا وہی حصہ نقل کیا ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل ہوا ہے۔ ترمذی نے روایت کے نقل ہونے کا پس منظر بھی درج کیا ہے۔ موزوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ پس منظر بھی درج کر دیا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے فکری رجحانات کیا تھے:

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حدثنا عبد الواحد بن سليم ، قال قدمت مكة . فلقيت عطاء بن أبي رباح . فقلت له : يا أبا محمد ، إن أهل البصرة يقولون في القدر . قال : يابني ، أتقرأ القرآن . قلت : نعم . قال: فاقرأ الزخرف . قال : فقرأت : حم والكتاب المبين إنا جعلناه قرآنا عربيا لعلكم تعقلون وإنه في أم الكتاب لدينا لعلي حكيم . فقال : أتدري ما أم الكتاب ؟ قلت الله و رسوله أعلم . قال : فإنه كتاب. كتب الله قبل أن يخلق السموات و قبل أن يخلق

''عبد الواحد بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ آیا اور میں نے عطا بن ابی رباح سے ملاقات کی اور ان سے کہا: ابو محمد، اہل بصرہ تقدیر کے باب میں بحث کر رہے ہیں۔ (یعنی اس کا انکار کر رہے ہیں)۔ انھوں نے کہا: میرے بیٹے، کیا تم قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا سورۂ زخرف پڑھو۔ میں نے سورۂ زخرف پڑھنا شروع کی: حم والكتاب المبين إنا جعلناه قرآنا عربيا و إنه في أم الكتاب لدينا لعلي حكيم. (۴۳: ۱۔۴) یہاں روک کر انھوں نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو یہ ام الکتاب کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ انھوں نے وضاحت کی یہ ایک کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے پہلے کہ وہ

الأرض. فيه إن فرعون من أهل النار. وفيه تبت يدا أبي لهب و تب. قال عطاء: فلقيت الوليد بن عبادة بن الصامت صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألته: ما كان وصيت أبيك عند الموت. قال: دعاني أبي. فقال لي يا بني: اتق الله واعلم أنك لا تتقى الله حتى تؤمن بالقدر كله خيره و شره. فإن مت على غير هذا دخلت النار. إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن أول .... ۔

(ترمذی، رقم ۲۰۸۱)

آسمان تخلیق کرے اور اس سے پہلے کہ وہ زمین پیدا کرے لکھا تھا۔ اس میں ہے کہ فرعون آگ والوں میں سے ہے۔ اور اس میں 'تبت يدا أبي لهب و تب' بھی لکھا ہوا ہے۔ (اس کے بعد) عطا نے بتایا کہ میں عبادہ بن صامت کے بیٹے ولید سے بھی ملا تھا۔ عبادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور میں نے ولید سے پوچھا تھا: تمھارے والد کی موت کے موقع پر تمھارے لیے کیا وصیت تھی۔ ولید نے بتایا: میرے والد نے مجھے بلایا: انھوں نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے، خدا سے ڈرو اور جان رکھو کہ تم خدا سے اس وقت تک (حقیقی معنی میں) نہیں ڈرو گے جب تک تقدیر کے خیر و شر پر ایمان نہیں لے آؤ گے۔ اگر تمھاری موت اس کے علاوہ کسی چیز پر ہوئی تو جہنم میں جاؤ گے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلی چیز ....''

ترمذی نے اس روایت کا ایک اور متن کتاب التفسیر میں بھی نقل کیا ہے۔ اس میں یہ پس منظر کافی مختصر ہے اور روایت کے آخری حصے میں قلم کا 'ما أكتب؟' والا سوال بھی نہیں ہے اور آخر میں 'فكتب ما كان و ما هو كائن الى الابد' کے بجائے 'فجرى بما هو كائن إلى الأبد' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ ابوداؤد نے بھی زیر بحث روایت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی وصیت کے حصے کی حیثیت ہی سے نقل کی ہے۔ اس میں وصیت کے الفاظ اس طرح سے ہیں:

عن أبي حفصة قال: قال عبادة بن الصامت لابنه: يا بني، إنك لن تجد طعم حقيقة الإيمان حتى تعلم أن ما أصابك لم يكن ليخطئك وما أخطأك لم يكن ليصيبك. سمعت رسول الله

''ابوحفصہ سے مروی ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو (وصیت کرتے ہوئے) کہا تھا: اے میرے بیٹے تم ایمان کی حقیقت کے ذائقے کو نہیں پا سکتے جب تک یہ نہ جان لو کہ جو (خیر و شر) تمھیں پہنچا ہے، ممکن نہیں تھا کہ تم سے چوک جاتا۔ اور جو کچھ چوک گیا

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

صلى الله عليه و سلم يقول ......

ہے، ناممکن تھا کہ تم تک پہنچے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے ....‘‘

(ابوداؤد، رقم ۴۰۴۷)

مستدرک میں حضرت ابن عباس کا ایک اثر نقل ہوا ہے۔ اس کے مطابق یہ قلم نور سے بنایا گیا تھا۔ اثر کے الفاظ ہیں:

عن ابن عباس رضى الله عنه قال : أول ما خلق الله القلم . خلقه من هجا قبل الألف و اللام . فتصور قلما من نور . فقيل له : أجر فى اللوح المحفوظ . قال : يا رب ، بماذا ؟ قال : بما يكون إلى يوم القيامة ......

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلی چیز جسے تخلیق کیا گیا قلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے الف لام سے پہلے حروف تہجی سے تخلیق کیا۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے نور سے ایک قلم کا نقشہ بنایا۔ پھر اس سے کہا گیا: لوح محفوظ میں جاری ہو جا۔ اس نے پوچھا: میرے پروردگار کس چیز کے ساتھ؟ فرمایا: جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے........‘‘

(المستدرک، رقم ۳۶۹۳)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

معنی

ہم یہ بات اس سے پہلی روایات سے جان چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابد الآباد تک جو کچھ ہونے والا ہے، وہ زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا۔ خیال ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سے یہ بھی مستنبط کیا کہ ان امور کے لکھنے کے لیے قلم تخلیق کیا گیا ہوگا۔

قرآن مجید میں اس ضمن میں کوئی اشارہ نہیں ملتا جس سے سب سے پہلی مخلوق کا تعین کیا جا سکے۔ شارحین کو اس روایت کے لفظ 'اول' کی توجیہہ کرنے میں مشکل پیش آئی ہے، کیونکہ عرش، پانی، لوح محفوظ اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ وہ سب سے پہلے تخلیق کیے گئے۔ قرآن مجید کی آیت 'كان عرشه على الماء' کی وضاحت ہم حدیث ۹۲ کے تحت کر چکے ہیں اور خود قرآن مجید ہی سے واضح ہے کہ اس کا محل بالکل مختلف ہے۔ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی روایت محدثین کے نزدیک لائق اعتنا نہیں ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ لوح و قلم کے لفظ صرف اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابد تک کے امور کا ریکارڈ تیار کر رکھا ہے۔ آج انسان اس کی متعدد صورتیں ایجاد کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا ہوگا، کوئی بات کہنا محض حدود سے تجاوز ہوگا۔

بنیادی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم محیط کل ہے۔ اس نے ابد تک کے امور کو ان کے وقوع سے بہت پہلے جان لیا تھا۔ باقی رہا تخلیق کا عمل تو اس کے معاملے میں ہمیں محض چند چیزیں بتائی گئی ہیں۔ ان کے جاننے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں

ہے۔لہٰذا اس باب میں توقف ہی بہتر ہے۔

مجھے بعض شارحین کی یہ بات درست لگتی ہے کہ اول کا لفظ خاص سیاق وسباق میں ہے۔اس سے قلم کو سب سے پہلی مخلوق قرار دینا موزوں نہیں، لیکن وہ جن چیزوں کو اولیت دے رہے ہیں وہ بھی محل نظر ہیں۔

کتابیات

ترمذی، کتاب القدر، رقم ۲۰۸۱۔ کتاب تفسیر القرآن، رقم ۳۲۴۱۔ ابوداؤد، کتاب السنہ، رقم ۴۰۳۷۔ احمد، رقم ۲۱۶۴۷، ۲۱۶۴۹۔ المستدرک، رقم ۳۶۹۳۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com